نقد و نظر

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

# تعلیم اور نصبُ العین

05

ہر نظام تعلیم ہمیشہ ایک بڑے نظام کا جز ہوتا ہے جس کے بغیر اور جس سے الگ وہ وجود میں آ ہی نہیں سکتا اور یہ نظام ریاست ہوتی ہے اور ہر ریاست ایک مخصوص نصب العین حیات پر مبنی ہوتی ہے، ورنہ وہ وجود میں آ ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا اگر کسی مخصوص نصب العین کو براہ راست اور جان بوجھ کر نظام تعلیم میں داخل نہ بھی کیا جائے تو پھر بھی وہ ایک مخصوص نصب العین پر قائم ہو جاتا ہے اور وہ وہی نصب العین ہوتا ہے جو اس کے بنانے اور چلانے والوں کا نصب العین اور ان کی قوم کا نصب العین ہوتا ہے اور پھر وہی نصب العین استادوں پروفیسروں، مدرسہ کے منیجروں، ہیڈ ماسٹروں، پرنسپلوں، انسپکٹروں، ڈائرکٹروں اور نصاب کے مؤلفوں کی ذہنیت کے ذریعہ سے پہلے مدرسہ کی ساری فضا پر اور پھر اس کے ذریعہ سے طالب علم کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے اور پھر یہ نصب العین اس نظام تعلیم کو وجود میں لاتا ہے۔ چونکہ پوری قوم کا نصب العین ہوتا ہے اس لیے وہ طالب علم کو مدرسہ کی فضا سے باہر بھی گھر، بازار اور سماج کے ذریعہ سے متاثر کرتا رہتا ہے۔ اگر طالب علم اس نصب العین کے اثرات سے بچ جائے اور اس کے دل میں اس کی شدید محبت پیدا نہ ہو جائے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوگا کہ جب تک وہ مدرسے کے اندر اور مدرسے سے باہر رہا ہے یعنی ہر آن اور ہر لمحہ اس کے حواس اور ذہنی قوے کلی طور پر بیکار رہے ہیں اور اس کے لیے دیکھنا، سننا، محسوس کرنا، سوچنا اور سمجھنا ممکن نہیں ہوا۔ اگر ان وسیع اور ہمہ گیر لیکن یقینی، قوی اور ناقابل انسداد مخصوص نصب العینی اثرات کے باوجود کوئی ماہر تعلیم یہ سمجھتا ہے کہ اس نے طالب علم کو ایک مخصوص نصب العین کی تعلیم نہیں دی تو اس سے زیادہ بے خبری اور غلط فہمی اور کیا ہوگی۔

(اسلام کا نظریۂ تعلیم ، صفحہ ۱۰-۱۱)